کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

میں دکاندار ہوں، دکان میں لوبیا، چاول اور چنا وغیرہ بیچتا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی چیز خرید کر سٹاک کر دوں جو فی الحال سستا ہوں، اور جس وقت ان ذخیرہ شدہ اشیاء کی قیمت بڑھ جائے اس وقت نکال کر بیچوں، تاکہ مجھے نفع زیادہ ہو، اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ زیادہ نفع جو سٹاک کی وجہ سے مجھے ملے گا یہ سود ہے یا نہیں؟ اور ذخیرہ اندوزی کا حکم بھی بتائیے، شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: حاجی ملا میر احمد

نیو اڈہ، مسجد روڈ کوئٹہ

03217805539

03338969639 .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب باسم ملهم الصدق والصواب

صورت مسئولہ میں ذخیرہ اندوزی کر کے نفع کمانا سود نہیں ہے۔ اسی طرح سستائی کے زمانے میں غلہ یا دیگر اشیاء خرید کر ذخیرہ بنا کر رکھ دینا اور پھر جب موسم نہ رہے اُن کو مہنگا بیچنا، جب کہ وہ غلہ یا چیز بازار میں بکثرت موجود ہیں اور لوگوں کو اس کی وجہ سے تنگی پیش نہیں آتی، اور نہ اتنا مہنگا بیچتا ہو، جو نا قابل برداشت ہو، ایسی صورت میں یہ احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی کی اس صورت کے حکم میں نہیں جس کی احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے، بلکہ جائز ہے۔

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ نے تقریر ترمذی 205/1

احتکار کی ممانعت اسی وقت ہے جب اس کی ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے عوام کو ضرر پہنچے، عوام کو اس چیز کی ضرورت ہو، اور یہ شخص اس کو فروخت کرنے کے لیے نہ نکالے۔ لیکن اگر اس شخص کی ذخیرہ اندوزی سے عوام کو ضرر نہیں پہنچ رہا ہے، بلکہ بازار میں اس چیز کی فراوانی ہے تو اس صورت میں ذخیرہ اندوزی کرنے کی ممانعت نہیں اور اس پر کوئی گناہ نہیں۔ گناہ اس وقت ہے جب لوگ ضرورت مند ہوں اور یہ شخص گرانی پیدا کرنے کے لیے ذخیرہ اندوزی کر رہا ہو۔

Scanned by CamScanner

فی الفتاوی الهندیة 213/3فصل فی الاحتکار

الاحتکارمکروہ وذلک ان یشتری طعاما فی مصر ویمتنع من بیعہ وذلک یضربالناس کذافی الحاوی ، وان اشتری فی ذلک المصر وحبسہ ولایضربابل المصر لاباس بہ کذا فی التتارخانیہ ۔

فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 98/6 باب الاحتکار،الفصل الاول

قال النووی :الاحتکار المحرم ھو فی الاقوات خاصۃ بان یشتری الطعام فی وقت الغلاء ولایبیعہ فی الحال بل یدخرہ لیغلو ،فامااذا جاءمن قریتہ او اشتراہ فی وقت الرخص وادخرہ وباعہ فی وقت الغلاء فلیس باحتکار وامافی غیر الاقوات فلایحرم الاحتکار فیہ بکل حال ۔

وفی البحرالرائق 229/8

(والاحتکار قوت الآدمیین والبھائم فی بلد لم یضر باھلھا) یعنی یکرہ الاحتکار فی بلد یضرباھلھا لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام ۔ الجالب مرزوق والمحتکر ملعون ۔ ولانہ تعلق بہ حق العامۃ وفی الامتناع عن البیع ابطال حقھم وتضییق الامر علیھم فیکرہ ھذا اذا کانت البلدۃ صغیرۃ یضر ذلک باھلھااما اذا کانت کبیرۃ فلایکرہ ،لانہ حابس ملکہ ۔

وفی ردالمحتار علی الدرالمختار 398/6

(قولہ یضر باھلہ) بان کان البلدصغیرا ،ھدایۃ

وفی الفقہ الاسلامی وادلتہ 2694/4

الاحتکارممنوع : وعبراغلب الحنفیۃ عن المنع بکراھتہ التحریمیۃ،فقالوا:یکرہ الاحتکار فی اقوات الآدمیین ،والبھائم ،اذاکان ذلک فی بلد یضرباھلہ ،کمایکرہ تلقی الرکبان او الجلب ،لنھی النبی ﷺ عن تلقی البیوع ، فامااذاکان لایضرفلاباس بہ،

وفی فقہ البیوع 998/2

فنقل الحطاب عن الامام مالک رحمہ اللہ تعالی انہ قال : " والحکرۃ فی کل شیئ من طعام ، او ادام ،او کتان ، او صوف ، او عصفر، او غیرہ۔ فماکان احتکارہ یضربالناس منع محتکرہ من الحکرۃ ۔ وان لم یضر بالناس ولاباالاسواق ، فلاباس بہ ،

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف عرفان

جامعہ دارالعلوم صدیقیہ

صدیقیہ روڈ، جنک اسٹاپ کوئٹہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم صدیقیہ کوئٹہ — فتوی نمبر ۷ — مورخہ ۱۲ دسمبر 2016ء

مُفتی — جامعہ دارالعلوم صدیقیہ کوئٹہ

الجواب صحیح

ربیع الاول ۱۴۳۸